مدارس کا نظام، افادیت اور برکات

محترم قاری سعید الرحمٰن (مہتمم جامعہ اسلامیہ، کشمیر روڈ، راولپنڈی)

بر صغیر میں انگریز کی آمد اور تجارت کے نام پر مکارانہ اور جارحانہ قبضہ سے قبل مسلمانوں کا اپنا نظام تعلیم تھا۔ اس نظام سے مسلمانوں کی دینی و دنیوی ضروریات پوری ہوتیں۔ انگریز نے اپنا نظام تعلیم مسلط کر کے مسلمانوں کو اپنے ماضی، تاریخ، اقدار اور دین و مذہب سے دور رکھنے کی منظم کوشش کی اور وہ ایک حد تک اس میں کامیاب رہا۔ مسلمانوں نے انگریز کی اس تعلیمی سفاکی اور جارحانہ اقدامات سے مجبور ہو کر اور اپنے متاعِ دین کی حفاظت کے لیے دینی مدارس کا ایک نظام مرتب کیا۔ جو تقریباً ایک سو چالیس سال سے مسلسل کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ جس کا آغاز دار العلوم دیوبند پھر مظاہر علوم سہارنپور، شاہی مدرسہ مراد آباد، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ہوا اور پاکستان بننے کے بعد اس کی شاخیں ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر میں پھیلیں۔ انگریزی اسکولوں میں وہی لارڈ میکالے کا نظام تعلیم جاری ہے۔ جو برطانیہ اور مغربی ممالک میں معمولی تبدیلیوں کے ساتھ چل رہا ہے۔ ان انگریزی اداروں میں ان سب اصولوں کو اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے جو سامراجی طاقت انگریز نے بنائے تھے۔ یہاں تک کہ تعطیلات کا نظام، تفریح اور سال کے دوران موسمی چھٹیاں یہ سب سامراجی نقطۂ نگاہ کے مطابق ہوتی ہیں۔ انگریز اگر کرسمس کی چھٹی کرتا ہے کہ یہ ان کا مذہبی تہوار ہے۔ تو ہم بھی ان کی پیروی میں بڑا دن اور کرسمس کے نام پر چھٹی کرتے ہیں۔ جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ تو ہے ہی ان کی نقل۔ باقی معاملات داخلہ، تعطیل اور نظام سب انگریز کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق ہم اس پر عمل پیرا ہیں۔ اب تو خیر سے لباس اور یونی فارم کے بارے میں بھی ہم نے طوق غلامی کے ہر اصول کو اپنایا ہوا ہے۔ ''ٹائی'' جو عیسائی لباس کا ایک مذہبی نشان تھا۔ مسلسل پہنتے پہنتے اب انگریز بھی اس بے فائدہ چیز سے عاجز آچکے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کو ترک کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نے ایک نئے عزم کے ساتھ سرکاری اسکولوں کے علاوہ پرائیوٹ اسکولوں میں بھی چھوٹے چھوٹے اور معصوم بچوں سے لے کر بڑے بچوں تک کو ٹائی پہنانی شروع کر دی ہے۔ وہ دیہاتی علاقے جہاں ابھی مشرقی تہذیب اور اپنے مذہب و تمدن کے اثرات کسی نہ کسی حد تک باقی ہیں وہاں بھی سخت گرم موسم میں معصوم بچوں کے گلوں میں عیسائی تہذیب کی نشانی ''ٹائی'' نظر آرہی ہے اور مشرقی لباس شلوار کی بجائے پینٹ پہنادی گئی۔ سادہ لوح والدین سمجھتے ہوں گے کہ انگریزی لباس پہنانے سے بچوں کی تعلیمی قابلیت دوبالا ہو جائے گی۔ ہماری یہ حرکات مرعوبیت کا نتیجہ ہیں۔ ہم اپنا سب کچھ چھوڑ کر غیروں کی غلامی میں فخر سمجھتے ہیں۔ کیا کسی مغربی ملک کے کسی اسکول میں اپنے تہذیبی لباس کے علاوہ کسی مشرقی ملک کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ وہاں تو مسلمان بچیوں کو اسکولوں میں اسکارف پہننے کی بھی اجازت نہیں۔ ترکی بے چارے مرعوب ملک کا حال تو معلوم ہے کہ قومی اسمبلی کی ایک ممبر خاتون کو اسکارف پہننے کے ''جرم'' میں نہ صرف قومی اسمبلی کی ممبری بلکہ ترکی قومیت اور نیشنلٹی سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ ہم بھی اسی راستہ پر گامزن ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی تہذیب و کلچر کی بساط لپیٹتے جارہے ہیں۔ صوبہ سرحد میں مجلس عمل کی حکومت نے اسکولوں میں قومی لباس کی حوصلہ افزائی کی تو بڑے بڑے دانشوروں نے اس پر

پھبتیاں کسیں اور اس اقدام کو رجعت پسندی قرار دیا۔ گویا ہمیں اپنی تہذیب اور اقدار سے کوئی سروکار نہیں۔ اس گئے گذرے دور میں اور اس قدر بین الاقوامی اور ملکی دباؤ کے باوجود دینی مدارس نے اپنے تہذیب و تمدن اور ملی تشخص کو برقرار رکھا ہے اور یہی ان کے بقاء کی ضامن ہے۔ مدارس کا نظام الاوقات، تدریس و تعلیم کے ایام، تعطیلات اور رخصتیں سب کا تعلق اسلامی اور قمری مہینوں سے ہے۔ جس کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۹ میں ہے۔ ان ہی قمری مہینوں کے ساتھ اسلامی احکام حج، رمضان، عیدین، زکوۃ اور عدت وغیرہ کا تعلق ہے۔ اسی لیے مفسرین نے فرمایا ہے کہ چونکہ شرعی امور کا دارومدار قمری حساب پر ہے۔ اس لیے اس کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اسکول کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو جنوری، فروری کے مہینے تو یاد ہوں گے لیکن اسلامی مہینوں میں ایک بھی نام معلوم نہ ہوگا۔ رمضان المبارک کا مہینہ برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی عبادات کا اثر اور برکات پورے سال پر حاوی ہوتی ہیں۔ رمضان کی برکات سے مالامال ہونے کے بعد اس سے اگلے ماہ شوال میں دینی مدارس کے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے کہ رمضان کی برکتوں سے قلب و دماغ روشن ہوتے ہیں اور ایک نئے روحانی جذبہ سے مدارس کے طلبہ علوم دینیہ کے حصول میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مدارس میں کوئی "ڈے" وغیرہ نہیں منایا جاتا۔ بلکہ ان "ڈیز" میں مزید تعلیمی مشغولیتوں سے مصروفیت رکھی جاتی ہے۔ صرف عیدالاضحیٰ کے موقع پر چھٹی ہوتی ہے کہ شریعت نے اس کی طرف رہنمائی کی ہے۔ یہاں سرکاری اسکولوں کی طرح چھ ماہ پڑھائی اور چھ ماہ چھٹی نہیں ہوتی۔ مسلسل نو دس ماہ پڑھائی ہوتی ہے۔ تعلیمی سال کا آخری مہینہ رجب کا ہوتا ہے۔ جو اُن چار مہینوں میں سے ہے جن کو اشھر حرم (یعنی چار مقدس مہینے) کہا جاتا ہے۔ مدارس میں ہفتہ وار چھٹی جمعہ کو ہوتی ہے۔ اس کا رواج حضرت عمرؓ کے زمانہ سے ہے۔ منقول ہے کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام کے سفر سے مہینوں کے بعد مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو اہل مدینہ اور ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے۔ یہ جمعرات کا دن تھا۔ سب نے مدینہ کے باہر حضرت عمرؓ کے ساتھ رات بسر کی اور جمعہ کو شہر میں آئے۔ چونکہ سب تھکے ماندے تھے اس لیے حضرت عمرؓ نے آرام کرنے کے لیے جمعہ کو رخصت دے دی۔ اس وقت سے اس تعطیل کا رواج ہوا۔ ایوب بن حسن رافعی کا بیان ہے "کہ ہم لوگ ہر جمعہ کو مدینہ کے مکتب کے لڑکوں کے ساتھ باہر نکلتے اور احد کے قریب مصعب بن زبیر کے مدرسہ کے لڑکوں کو دیکھتے کہ عربی گھوڑوں پر شہسواری کرتے ہیں"۔ ابن مجاہد مقری بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔ انھوں نے ایک بھاری بھرکم آدمی کو دیکھ کر کہا "ھو أثقل من یوم السبت علی الصبیان" کہ بچوں پر سینچر کا دن جس قدر بھاری اور گراں گذرتا ہے یہ شخص اس سے بھی زیادہ ثقیل ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن مکاتب و مدارس میں تعطیل ہوتی تھی اور بچوں کو سینچر کے دن مکتب جانا گراں معلوم ہوتا تھا۔ گویا مدارس نے ان معاملات میں بھی اسلاف سے اپنا تعلق جوڑے رکھا ہوا ہے۔ مدارس کے تعلیمی سال کے آخر میں پورے ملک میں روح پرور تقاریب ہوتی ہیں۔ بڑے مدارس و جامعات میں "ختم بخاری شریف" کے عنوان سے محافل منعقد ہوتی ہیں۔ ان مجالس میں طلبہ و علماء کے ساتھ عام دین دار طبقہ بھی شریک ہوتا ہے۔ اس موقع پر بڑے بڑے محدث، علماء، خطیب اور دانشور اپنے اپنے انداز میں عوام اور طلبہ کو قرآن و حدیث کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ یہ محافل و مجالس بیک وقت خواص و عوام سب کے لیے یکساں مفید ہوتے ہیں۔ بخاری شریف کی آخری حدیث کے درس میں فرق باطلہ کی تردید، آخرت کی طرف رجوع، ذکر اللہ کی اہمیت، قرآنی مباحث، عدل اور ظلم کی تاریخ اور صحابہ کرام کی دینی خدمات کے تذکرے تفصیل سے ہوتے ہیں۔ یہی حال مشکوۃ شریف کے آخری حدیث کے درس کا ہوتا ہے۔ اس موقع پر طلبہ کو آنے والے مستقبل کے چیلنجوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا جاتا ہے اور اس کے لیے مکمل تیاری کی تلقین کی جاتی ہے۔ عوام کے لیے یہ تقریبات اس لیے بھی اہم ہیں کہ مدارس صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عام دین دار مسلمانوں کے مالی تعاون سے چلتے ہیں۔ مسلمان اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ جو

مالی تعاون مدارس سے کرتا ہے اس کے بہترین نتائج اس کے سامنے ہیں۔ دینی مدارس نہ امریکی ڈالروں کے محتاج ہیں۔ نہ این جی اوز کی طرح یہود و نصاریٰ کی امداد کے۔ وفاق المدارس نے ان سب دلکش ترغیبات کو مسترد کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسلمانوں کی غیرت ایمان سے یہ مدارس اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۳ میں ارشاد ہے کہ "صدقات کا اصل حق ان حاجت مندوں کو ہے جو اللہ کی راہ میں رُکے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ ملک میں چل پھر نہیں سکتے۔ ناواقف ان کو مالدار سمجھتے ہیں۔ ان کے سوال سے بچنے کے سبب تم ان کو ان کے چہرہ سے پہچانتے ہو۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے اور جو مال خرچ کرو گے بیشک وہ اللہ کو معلوم ہے۔" اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ "اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ وہ حضرات (طلبہ) ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں۔ اس بنا پر سب سے اچھا مصرف طالب علم ٹھہرے۔ اور ان پر جو بعض ناتجربہ کاروں کا یہ طعن ہے کہ ان سے کمایا نہیں جاتا اس کا جواب قرآن میں دے دیا گیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ایسے دو کام نہیں کر سکتا جن میں سے ایک میں یا دونوں میں پوری مشغولیت کی ضرورت ہو۔ اور جس کو علم دین کا کچھ ذوق ہو گا وہ مشاہدہ سے سمجھ سکتا ہے کہ اس میں پوری طرح منہمک اور مشغول رہنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ مال کمانے کا شغل جمع نہیں ہو سکتا اور اس کے کرنے سے علمِ دین کی خدمت ناتمام اور غیر مکمل رہ جاتی ہے۔"

ملک میں ہزاروں چھوٹے مدارس حفظ و تجوید کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور ہزاروں حفاظ و قراء ہر سال قرآن کریم کے معجزانہ حفاظت میں مصروف عمل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ معاشرہ کے ہر طبقہ میں جن میں بڑے بڑے سول و فوجی افسران، کارخانہ دار اور سرمایہ دار اپنے بچوں کو حفظ قرآن کے لیے مدارس میں داخل کر رہے ہیں اور آخرت میں اپنی عزت و افتخار اور شفاعت و سفارش کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ مدارس دینیہ کا اتنا مضبوط اور کڑا نظام ہے کہ صرف "وفاق المدارس" کے اس سال کے سالانہ امتحانات میں سوا لاکھ سے زیادہ طلبہ شریک ہو رہے ہیں اور تیرہ لاکھ طلبہ کے تعلیم کا انتظام اور دیگر اخراجات اپنے ذمہ لیے ہوئے ہیں۔ امتحانات کا ایسا بہترین نظام ہے کہ پورے ملک میں بیک وقت یہ سسٹم جاری رہتا ہے۔ جو دھاندلیاں سرکاری امتحانات میں ہوتی ہیں۔ اس کا تصور بھی یہاں نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ مدارس کے اس نظام کو بین الاقوامی اور ملکی سازشوں سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو اخلاص سے دین اور علم دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

وفاق سے ملحقہ مدارس و جامعات سے گذارش

سہ ماہی "وفاق المدارس" چونکہ وفاق المدارس کا ترجمان و نقیب ہے، اس لیے وفاق سے ملحقہ ملک کے تمام مدارس و جامعات میں ارسال کیا جاتا ہے اور انہیں اس کی خریداری کا پابند بنایا گیا ہے۔ جس کا سالانہ بدل اشتراک -/100 روپیہ ہے جبکہ فی شمارہ 25 روپے ہے۔ لیکن بعض ادارے اس کے بدل اشتراک میں نادانستہ تاخیر کرتے ہیں، اس لیے متعلقہ اداروں سے گذارش ہے کہ سالانہ چندۂ وفاق کے ساتھ ہمیشہ کے لیے -/100 روپیہ برائے سہ ماہی "وفاق المدارس" ضرور ارسال فرمایا کریں۔ جن اداروں نے اب تک یہ رقم ارسال نہیں کی از راہ کرم وہ رقم ارسال فرما دیں۔ (ادارہ)